بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر (انچارج شعبہ تصنیف)

مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 10۔ ماہ اخاء 1396 ہجری شمسی بمطابق اکتوبر 2017ء

قرآن کریم

مَنۡ یَّہۡدِ اللّٰہُ فَہُوَ الۡمُہۡتَدِیۡ ۚ وَ مَنۡ یُّضۡلِلۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ

(الاعراف:179)

ترجمہ:۔ جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہے جو ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے تو یہی ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔

(ترجمہ از حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث مبارکہ

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا کہ اے ام المؤمنین آنحضرت ﷺ جب آپ کے یہاں ہوتے تو زیادہ تر کونسی دعا کرتے تھے۔ اس پر ام سلمہؓ نے بتایا کہ حضور ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔

"یَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ ثَبِّتۡ قَلۡبِیۡ عَلٰی دِیۡنِکَ. اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔" ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے اس دعا پر مداومت کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے ام سلمہؓ! انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، جس شخص کو ثابت قدم رکھنا چاہے اس کو ثابت قدم رکھے اور جس کو ثابت قدم نہ رکھنا چاہے اس کے دل کو ٹیڑھا کر دے"

(ترمذی ابواب الدعوات)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کسی خاص شخص کی ہدایت پر زور دینے کے بارے میں فرمایا کہ:۔

"ایک فرد واحد پر ہدایت کے لیے زور دینا ٹھیک نہیں ہوتا اور نہ اس طرح کبھی انبیاء کو کامیابی ہوئی ہے عام دعا چاہیئے پھر جو لائق ہوتا ہے وہ اس سے خود بخود متاثر ہوتا ہے۔

<u>حقیقت توبہ:۔</u> توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ گناہ سے کلی طور پر بیزار ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے اور سچے طور سے یہ عہد ہو کہ موت تک پھر گناہ نہ کروں گا۔ ایسی توبہ پر خدا کا وعدہ ہے کہ میں بخش دوں گا۔ اگرچہ یہ توبہ دوسرے دن ہی ٹوٹ جاوے مگر بات یہ ہے کہ کرنے والے کا اس وقت عزم مصمم ہو اور اس کے دل میں ٹوٹی ہوئی نہ ہو۔

ایک توبہ انسان کی طرف سے ہوتی ہے اور ایک خدا کی طرف سے۔ خدا کی توبہ کے معنے رجوع کے ہیں کیونکہ اس کا نام توّاب ہے۔ انسان توبہ کرتا ہے تو گناہ سے نیکی کی طرف آتا ہے اور جب خدا توبہ کرتا ہے تو وہ رحمت سے اسکی طرف آتا ہے اور اس انسان کو لغزش سے سنبھال لیتا ہے۔ جب اس قسم کی خدا کی توبہ ہو تو پھر لغزش نہیں ہوتی" (ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ 174۔ ایڈیشن 2003 انڈیا)

"ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو۔ تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو۔ تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔" (ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ 710۔ 711۔ ایڈیشن 2003 انڈیا)

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایک اور اہم بات جس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہیئے، یہ ہے کہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ تمام خوبیوں کی مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی طرح کسی کو ہدایت دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد ایک کام کیا ہے کہ ہدایت کی اشاعت کرو۔ پیغام پہنچاؤ لیکن ہدایت دینا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ ہمیں جس حد تک ممکن ہو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا چاہیئے۔ اور نتائج پھر اللہ تعالیٰ خود عطا فرماتا ہے۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر فلاں شخص ہدایت پا جائے اور احمدی ہو جائے تو جماعت ترقی کرے گی۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص احمدی ہو جائے تو یہ احمدیت کی ترقی ہو گی اور ہم بھی احمدی ہو جائیں گے۔۔۔ پس ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی طرف ہونی چاہیئے۔ ہمارا انحصار اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیئے اور جو کام ہم نے کرنا ہے اس کو کرنا چاہیئے نہ کہ لوگوں کی طرف ہم نظر رکھیں۔ بہت سارے لوگ ہیں جن پر بعض لوگ بعض دفعہ انحصار کرتے ہیں لیکن وہ جن پر انحصار کیا جا رہا ہوتا ہے وہ خود ہی بعض دفعہ مشکل اور ابتلا میں آ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے اس کے لئے یہ شرائط کہی ہیں اس کے لئے دعا کریں کہ اس کی یہ شرطیں پوری ہو جائیں تو وہ احمدی ہو جائے گا اور جب وہ احمدی ہو جائے گا تو ہمارے علاقے میں انقلاب آ جائے گا۔ حالانکہ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ جماعت کو عطا فرمائے جو اخلاص و وفا میں بڑھنے والے ہوں اور دینی ترقی میں آگے قدم بڑھانے والے ہوں"

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 20 نومبر تا 26 نومبر 2015۔ صفحہ 7)

کچھ ذکر مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ کا

اس سلسلہ مضامین کی پہلی قسط میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام جرمنی پہنچنے کے بارہ میں بعض امور درج کیے گئے تھے۔ اب ہمیں 1903ء کا ایک حوالہ ملا ہے۔ اس سے علم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جرمنی میں تبلیغ اسلام کے لئے کتنا جوش تھا۔ یہ حوالہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے اپنے آقا مسیح پاک علیہ السلام کے نام خط اور آقا کی طرف سے جواب پر مشتمل ہے جسے حضرت مفتی صاحبؓ نے اپنی تصنیف ذکر حبیب میں اس طرح سے محفوظ کیا ہے:

خط نمبر 29

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا مسیح موعود مہدئ معہودؑ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذشتہ رات کو جو حضورؑ نے حکم فرمایا تھا کہ جرمن زبان کو اور آزماؤ۔ اس امر کے واسطے آج رات مینے استخارہ کیا۔ مینے رؤیا دیکھے جو عرض کرتا ہوں۔ (1) حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور اوس میں فرماتے ہیں۔ کہ نوحؑ نے اِرادہ کیا تھا۔ کہ ایک ملک میں ایک عورت سے شادی کرے۔ مگر جب وہاں پہنچا۔ تو سب عورتوں کو نہایت خوبصورت دیکھ کر وہ ڈرا کہ میں ابتلاء میں پڑونگا۔ تب وہاں سے چلا آیا۔ اور اوس سے معلوم ہوٗا۔ کہ ہر شئے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بہت استغفار کرو۔

(2) مینے کچھ آپؑ کے سامنے بیان کیا ہے (یاد نہیں رہا) آپؑ نے فرمایا۔ تب تو نہیں چاہیے۔

(3) مینے آپؑ حضورؑ کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا ہے۔ (غالباً جرمن زبان پڑھنے کے متعلق) آپؑ نے جواب میں عبدالحمید کے ہاتھ مجھے ایک سنہری لونگ بھیجا ہے۔ جو عورتیں ناک میں لگاتی ہیں۔ اور اسپر سفید موتی جڑے ہوئے ہیں۔ میری بیوی نے بھی میرے واسطے استخارہ کیا تھا۔ اُس نے خواب میں دیکھا۔ کہ کچھ لوگ اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر ہمارے آدمیوں کو دے رہے ہیں۔

چند روز ہوئے مینے رؤیا میں دیکھا تھا۔ کہ میں حضورؑ کے ساتھ کہیں جا رہا ہوں۔ حضورؑ کا لباس سفید ہے۔ اور حضورؑ کا نام الیگزینڈر (سکندر) بلے ٹیور ہے۔ اور تفہیم یہ ہے۔ کہ یہ جرمن لفظ ہے۔ اور اس کے معنے ہیں صادق۔ پھر رؤیا میں معلوم ہوٗا۔ کہ اس کے معنے ہیں۔ شفا دہندہ۔

پس اگر حضورؑ کا حکم ہو۔ تو میں آج جرمن زبان کا پڑھنا شروع کردوں۔

حضور کی جوتیوں کا غلام

عاجز محمدؐ صادق 19 مارچ 1903ء

اس خط کے جواب میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

عزیزی اخویم مفتی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان خوابوں سے تو کچھ بھی اجازت محسوس نہیں ہوتی۔ بہتر ہے۔ ذرا صبر کریں۔ جب تک جرمن کی حقیقت اچھی طرح کھُل جائے۔ معلوم نہیں۔ کہ جرمن سے کوئی عربی اخبار بھی نکلتا ہے۔ جیسا کہ عربی اخبار امریکہ سے نکلتا ہے۔ کوئی اور کوئی سبیل اشاعت ڈھونڈنا چاہیے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ[1]

[1] ذکر حبیب صفحہ 357 تا 359

تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق

قسط پنجم

جرمنی میں تبلیغ اسلام اور وسیع روابط

شدید معاشی بحران کے پیش نظر مبلغین سلسلہ کی جرمنی سے واپسی

نوٹ: جماعت جرمنی میں تاریخ احمدیت مرتب کی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اَور ورق قارئین کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش ہے کہ اگر کسی دوست کے علم میں اس بارہ میں مزید معلومات ہوں یا کوئی امر تصحیح طلب ہو تو کمیٹی کو مطلع فرمائیں، قارئین کی آراء ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا بھی باعث ہوں گی۔ اس مضمون کے لئے بنیادی مواد مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب نے مہیا کیا جسے مرتب کرنے میں مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب نے خاکسار کی مدد کی۔ (صدر کمیٹی)

جرمنی کا ملک اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ جن ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشاعت اسلام کے لئے غیر معمولی جوش کے ساتھ خواہش کا اظہار فرمایا ان میں سے ایک ہے۔ یہ حوالہ پیش کرنے کے بعد ہم اس سلسلہ مضامین کی طرف لوٹتے ہیں جس میں جرمنی سے مبلغین سلسلہ کی واپسی کا تذکرہ ہو رہا تھا۔

جرمنی سے مبلغین سلسلہ کی واپسی

مجلس مشاورت کے فیصلہ کی روشنی میں ملکی حالات کے باعث جرمن دارالتبلیغ اپریل 1924ء میں بند ہوجانے کے بعد مرکز کی ہدایت کے مطابق مکرم ملک غلام فرید صاحب لندن چلے گئے[2]۔ تاہم مکرم مولوی مبارک علی صاحب اپنے وطن بنگال جانے سے پہلے کچھ دیر کے لیے لندن گئے جہاں سے پھر جرمنی آئے اور 1925ء میں وطن واپس پہنچے۔ اس کی تفصیل اس طرح سے ملتی ہے:

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب یورپ کے دورہ پر ویمبلے کانفرنس پر تشریف لائے تو یورپ پہنچنے پر آپ نے برنڈزی Brindisi سے ہی اپنی آمد کی اطلاع لندن اور قادیان کے ساتھ ساتھ برلن بھی بھجوائی[3]۔

چنانچہ حضورؓ کے لندن پہنچنے کے ساتھ ہی مولوی مبارک علی صاحب بھی برلن سے لندن پہنچ گئے اور ویمبلے کانفرنس میں شرکت کی سعادت پائی۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کے وفد کی جو تصویر سٹیج پر بنائی گئی تھی۔ اس میں اِنتہائی بائیں جانب مولوی صاحب موصوف کھڑے ہیں[4]۔ اس کانفرنس کے بعد مولوی مبارک علی صاحبؓ پھر واپس برلن تشریف لے گئے جیسا کہ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی ڈائری محررہ 4/ اکتوبر 1924ء میں "مولوی مبارک علی صاحب کی برلن واپسی" کے زیر عنوان لکھا ہے:

مولوی مبارک علی صاحب واپس برلن تشریف لے گئے ہیں[5]۔

اس کے بعد جیسا کہ الفضل قادیان میں شائع شدہ رپورٹوں سے علم ہوتا ہے، 1925ء کے آغاز میں واپس ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے اخبار نے اطلاع دی:

مولوی مبارک علی صاحب مبلغ برلن سے واپس قادیان تشریف لائیں گے[6]۔

پھر لکھا:

مولوی مبارک علی صاحب مبلغ برلن کا آج 23 فروری کو تار پہنچا ہے کہ آپ اپنے ہمراہ آنے والی لیڈی کی بیماری کی وجہ سے بمبئی میں ٹھہر گئے ہیں عنقریب آجائیں گے[7]۔

قادیان پہنچنے پر آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ بھی دیا گیا۔ اس کی حسب ذیل خبر شائع ہوئی۔

3 مارچ کو ہائی سکول کی جانب سے مولوی مبارک علی صاحب کو بعد از نماز عصر ٹی پارٹی دی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی انگریزی میں تقریر فرمائی اور شام کی نماز مسجد نور میں پڑھی[8]۔

جرمنی میں پیدا ہونے والا پہلا احمدی بچہ

یہاں پر یہ بھی ذکر کر دیا جائے کہ ملک غلام فرید صاحبؓ کا ایک بیٹا بھی برلن میں پیدا ہوا تھا جسے سرزمین جرمنی پر پیدا ہونے والے اولین احمدی بچے کا تاریخی اعزاز نصیب ہوا۔ اس کی پیدائش کی خبر دیتے ہوئے محترم ملک صاحب موصوفؓ نے اخبار الفضل میں لکھا:

آج 22 جنوری 1924ء 3 بجے شام میرے گھر میں 5 گھنٹے متواتر سخت تکلیف کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بچہ پیدا ہوا۔ اور اس بچہ کے ذریعہ میں نے برلن کی Klinik (زچہ گھر) میں اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا۔ یعنی بچہ کے کان میں اذان دی اور اذان کے پاک کلمات کو بار بار دہرایا میرے ذریعہ کب کوئی جرمن مسلمان ہوگا۔ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے مگر اس بچہ کے پیدا ہونے سے جرمنی میں مسیحائے پاک کے غلاموں کی قلیل تعداد میں ایک اضافہ ہوگیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ مجھے یقین ہے کہ عیسائیوں کے ہاتھوں بنی ہوئی Klinik (زچہ گھر) میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ وہاں ایک بچہ کی پیدائش پر خدائے عزوجل کی توحید اور تکبیر اور نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بلند آواز سے اقرار کیا گیا۔ اپنی بیوی کی تکلیف اور بیماری کی وجہ سے میں اس طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکا۔ اور یوں بھی جرمن زبان بہت مشکل زبان ہے۔ انگریزی زبان کو مشکل ہونے میں اسکے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں۔

والسلام خاکسار غلام فرید[9]

مذکورہ بالا بچہ محترم ملک غلام فرید صاحب کے دوسرے بیٹے ملک منصور احمد صاحب مرحوم تھے جو ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر لاہور کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

اسی دوران مولوی عبدالرحیم نیر صاحب کی طرف سے یہ خبر الفضل میں شائع ہوئی کہ ایک طالبعلم ظفر حق خان صاحب اپنی ہمشیرہ اور بھائی کو ملنے برلن گئے ہیں[10]۔ یہ طالبعلم محترم ملک غلام فرید صاحب کے برادر نسبتی تھے۔

[2] نوشتہ مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ محررہ 2 مئی 1924ء مطبوعہ الفضل قادیان 8 جولائی 1924ء صفحہ 2 و تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 411,412 جدید ایڈیشن

[3] الفضل 20 ستمبر 1924ء ص۔ 4

[4] تاریخ احمدیت جلد 4 (جدید ایڈیشن 2007ء) صفحہ 436 کے بعد

[5] الفضل 15 نومبر 1924ء ص۔ 4

[6] الفضل 24 فروری 1925ء

[7] الفضل 26 فروری 1925ء

[8] الفضل 7 مارچ 1925ء ص۔ 1

[9] الفضل 22 فروری 1924ء ص۔ 8

[10] الفضل 4 مارچ 1924ء

جرمنی کی لائبریریوں میں جماعتی کتب

الفضل قادیان کی ورق گردانی سے یہ بھی علم ہوا ہے کہ مولوی مبارک علی صاحب کے عرصہ قیام کے دوران لندن سے حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ بھی برلن تشریف لائے جہاں انہوں نے بعض مستشرقین سے ملاقاتیں کیں اور مولوی صاحب کے ساتھ برلن کی مرکزی لائبریری بھی تشریف لے گئے اور جماعتی کتب کے متعلق پوچھا اور وہاں پر موجود نہ ہونے پر کچھ کتب لائبریری کو بعد میں بھجوائیں۔ الفضل میں شائع ہونے والے اپنے نامۂ لنڈن میں مولانا درد صاحبؓ نے لکھا:

جس طرح لنڈن میں برٹش میوزئم لائبریری سب سے بڑی ہے اسی طرح برلن میں بھی ایک سب سے بڑی لائبریری ہے۔ میں اور مولوی مبارک علی صاحب وہاں گئے تا یہ معلوم کریں کہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں بھی وہاں موجود ہیں یا نہیں۔ لائبریرین سے ملے۔ وہ بھی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں عربی کے۔ ان سے بھی عربی میں ہی گفتگو ہوئی۔ سلسلہ کے حالات بتا کر تبلیغ بھی کی اور کتب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں ہمارے پاس کتابیں ہیں۔ میں نے کہا کیا میں دیکھ سکتا ہوں۔ انہوں نے فہرست نکالکر میرے سامنے رکھدی۔ میں نے دیکھا کہ برلن میں ہمارے خلاف دو رسالے چھپے تھے وہ وہاں موجود ہیں اور کچھ نہیں۔ میں نے ان سے کہا یہ تو ہمارے خلاف ہیں۔ ہمارے سلسلہ کی تو کوئی بھی کتاب نہیں۔ جب ہمارے خلاف رسالے موجود ہیں تو ہماری کتابیں بھی موجود ہونی چائیں۔ انہوں نے کہا آپ بھیج دیں۔ میں نے کہا آپ تحریری درخواست کریں۔ چنانچہ انہوں نے میرے آنے کے بعد باقاعدہ خط لکھ کر درخواست بھیجی۔ مگر افسوس بجٹ میں گنجائش نہ ہونے کے سبب اب تک انکو نہ کتابیں بھیجی جاسکی ہیں نہ جواب دیا گیا ہے۔ پہلے پروفیسر نے بھی کتابیں دیکھنے کے لئے کہا تھا۔ چونکہ برلن بھی ایک

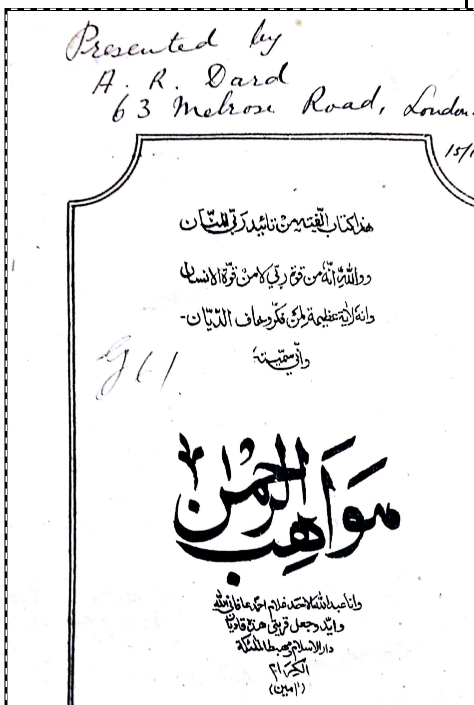

بڑا علمی مرکز ہے اس لئے میں اپنے احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ جو صاحب خوشی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اس غرض کے لئے دے سکیں وہ خاکسار کے پاس بھیجدیں

تاان دونوں صاحبوں کو بھجوا دی جائیں۔ صرف عربی کتب کی ضرورت ہے۔ لائبریری کے لئے تو ساری عربی کتابیں چاہئیں[1]۔

چنانچہ بعد میں مولانا درد صاحبؓ نے لائبریری کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل کتب بھجوائیں:

الاستفتاء، مواہب الرحمٰن، لجۃ النور اور نجم الہدیٰ

یہ کتب اس وقت بھی برلن کی Staatsbibliothek یعنی مرکزی لائبریری میں موجود ہیں اور خاکسار (محمد لقمان مجوکہ) کو انہیں دیکھنے کا موقع بھی ملا ہے۔ ہر کتاب پر لکھا ہوا ہے: " Presented by A.R. Dard 63 Melrose Road , London SW18 15/10/25"

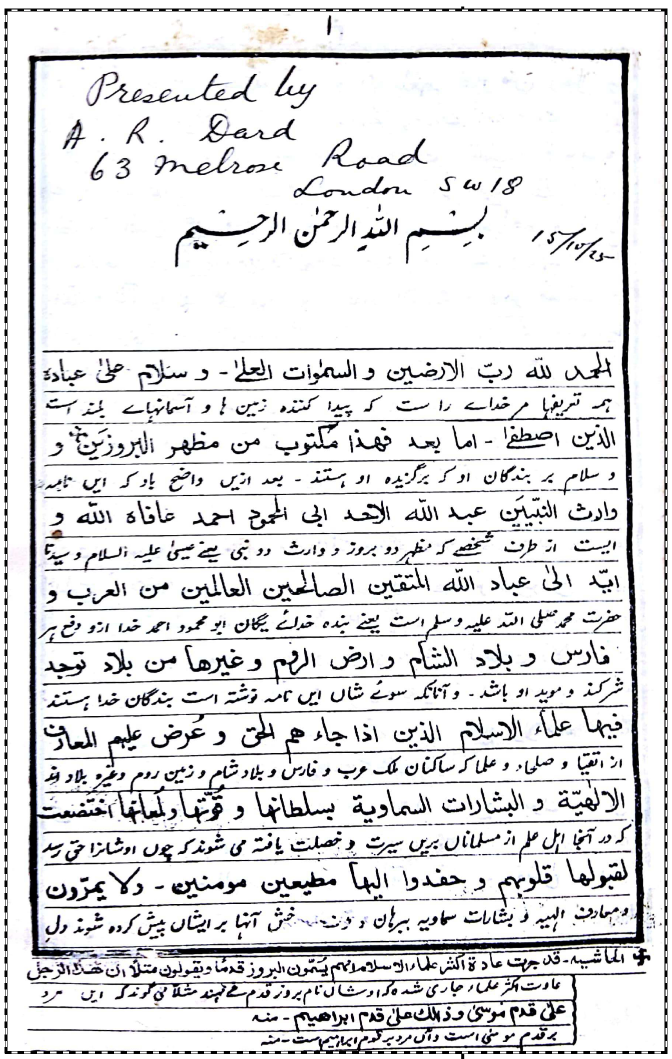

مولانا درد صاحبؓ کی تحریک کے نتیجہ میں اس کے بعد بھی بعض احباب نے جرمنی کی لائبریریوں کو جماعتی کتب بھجوائیں۔

Königliche Bibliothek Berlin میں بھی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ملی ہے جس پر رقم تحریر کا عکس حسب ذیل ہے:

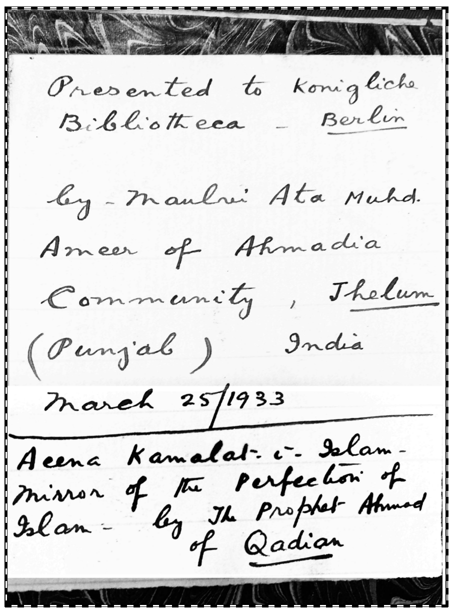

اسی کتاب کے ایک صفحہ پر حسب ذیل تحریر بھی رقم ہے۔ یہ تحریر اگر کوئی صاحب پڑھ سکیں تو کمیٹی ہذا کو مطلع فرمائیں۔

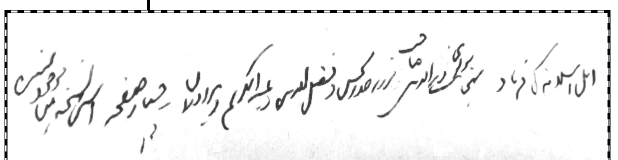

جیسا کہ اوپر ذکر گزر چکا ہے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد برلن آئے تو آپ یہاں مستشرقین سے بھی ملے۔ اس کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے آپ نے خود اپنے ایک خط میں لکھا:

مکرمی محترمی ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے دنوں جب میں برلن گیا تھا۔ تو وہاں کے بڑے بڑے مستشرقین سے ملنے کا موقعہ ملا۔ ایک پروفیسر جو برلن کالج میں قرآن شریف اور حدیث پڑھاتے ہیں۔ اور عربی خوب جانتے ہیں۔ ایک رسالہ عربی اور جرمن زبان میں ایڈٹ کرتے ہیں۔ ان سے مذہبی گفتگو ہوئی۔ سلسلہ کے حالات سنائے اور تبلیغ کی۔ چونکہ مجھے جرمن نہیں آتی۔ اسلئے عربی میں گفتگو ہوئی۔ میں نے ان سے سوال کیا۔ کہ آپ قرآن وحدیث پڑھاتے ہیں۔ اپنے خیالات اور عقائد کو الگ رکھتے ہوئے کیا مجھے یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ نبوت نبی ﷺ کے بعد جاری یا نہیں؟ اس نے جواب دیا۔ ھی جاریۃ وواجبۃ۔ یعنی ضرور جاری ہے[2]۔

جرمنی میں قیام کے دوران مولوی مبارک علی صاحب کے روابط

اپنے قیام جرمنی کے دوران جس مساعی جمیلہ کی ان بزرگان نے توفیق پائی، اس کا کسی قدر ذکر گزر چکا ہے۔ محترم بنگالی صاحب کی خدمات کا ایک اہم پہلو یہ رہا کہ آپ نے مختلف طبقات فکر کے لوگوں کے ساتھ بہت جلد تعلقات بنا لئے تھے۔ آپ کے انہی وسیع تر تعلقات کا کسی قدر تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ مولوی مبارک علی صاحب نے جرمنی آمد کے بعد برلن میں جن لوگوں سے تعلقات بنائے ان میں ایک بڑی تعداد دانشوروں کی تھی۔ ان سے ملاقاتوں کا ذکر مولوی صاحب کی ڈائری نیز مختلف جماعتی رسائل میں ملتا ہے۔ ان میں بعض لوگوں کا تعارف اس طرح سے ہے۔

پروفیسر روسکا Ruska

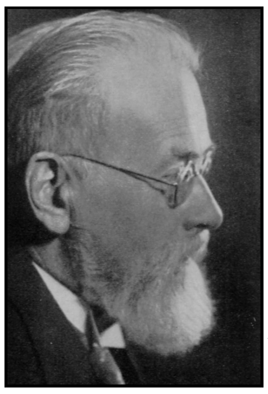

پروفیسر روسکا Ruska ایک مشہور جرمن مستشرق تھے۔ ان کی پیدائش 09 فروری 1867 کو جرمنی کے شہر Bühl میں ہوئی۔ آپ کا تعلق ایک جرمن خاندان سے تھا۔ جس کے آباء Switzerland اور شمالی اٹلی سے تعلق رکھتے تھے۔

پروفیسر موصوف نے Straßburg کی مشہور عالم Berlin,, Heidelberg یونیورسٹیوں میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد Heidelberg میں بطور استاد کام شروع کیا۔ اسی زمانہ میں ان کی دلچسپی مسلمان سائنس دانوں اور مسلمانوں کی سائنسی تاریخ سے شروع ہوئی۔ اس ضمن میں انہوں نے اپنے کام کے ساتھ عربی پڑھنی شروع کی۔ اسی طرح Syriac,assyrian اور فارسی کی تعلیم بھی Heidelberg کی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ بعد میں انہوں نے مسلمانوں میں سائنس کی تاریخ پر تحقیق شروع کی جس پر انہوں نے بہت سے مقالے اور کتب لکھیں۔ 1924ء میں انہوں نے Heidelberg کی یونیورسٹی کے شعبہ Lehrstuhl für Geschichte der Naturwissenschaften im Orient (Chair for History of Natural Sciences in the Orient) میں بطور پروفیسر کام شروع کیا۔ 1927ء میں Institut für Geschichte der Naturwissenschaften کا جب برلن کی یونیورسٹی میں اجراء ہوا تو اُس وقت پروفیسر Ruska کو اس کا صدر مقرر کیا گیا۔ الفضل قادیان میں شائع ہونے والی خبر سے علم ہوتا ہے کہ غالباً 1923ء میں ان کی ملاقات مولوی مبارک علی صاحب سے ہوئی تھی جس میں انہوں نے اسلام میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس سے پہلے ہی وہ عیسائیت سے بیزار ہو چکے تھے بلکہ باقاعدہ طور پر کیتھولک چرچ کی ممبرشپ ختم کروا دی تھی، جس کی وجہ سے ان کو کچھ مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا[3]۔

انہی پروفیسر موصوف کے بارہ میں اخبار الفضل قادیان میں بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام کے کالم میں مندرجہ ذیل ذکر شائع ہوا:

ایک ہنگیرین پروفیسر قادیان کو

ملک ہنگری کے ایک فاضل جو ایک مشہور یونیورسٹی میں علم الٰہیات کے مدرس تھے۔ اور مسیح کی خدائی کے انکار کی وجہ سے ان کو عہدہ سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ مولوی مبارک علی صاحب کو ملنے آئے۔ اور سلسلہ عالیہ کی تعلیم کا ان پر ایسا گہرا اثر کیا ہے کہ وہ دل میں اسلام قبول کر چکے ہیں اور اب قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح سے ملنے اور دارالامان میں رہ کر اسلامی زندگی دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔

پروفیسر ریوسکا کا موجودہ مذہب

پروفیسر موصوف نے مولوی مبارک علی صاحب سے کہا قادیان سے واپس آ کر میں لوگوں کو کہوں گا: "میں اسلام کی تعلیم سے واقف ہوں اور اسلامی زندگی کا مطالعہ کر چکا ہوں اور اب میں نے

اسلام قبول کر لیا ہے۔ کیونکہ یہ مذہب مسیح کی تعلیم کا عملی پہلو ہے جسے سب سے بڑے نبیؐ نے دنیا کے سامنے پیش کیا"۔ پروفیسر موصوف نے فرمایا۔ "میں نے کبھی مسیح کی خدائی پر ایمان نہیں رکھا اور مجھے ملازمت سے صرف اس لئے برطرف کیا تھا کہ میں مسیحی لوگوں کے منافقانہ رویہ پر اعتراض کرتا تھا مجھے مشرق سے ایک روشنی کی امید تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ میری اُمید اسلام ہے"[4]۔

یہاں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ پروفیسر Ruska جیسا کہ اوپر ذکر گزر چکا ہے، ایک مشہور جرمن مستشرق تھے۔ جہاں تک ان کے ہنگیرین ہونے کا تعلق ہے سو یہ غلطی سے کہا گیا ہے۔ پروفیسر Ruska کا تعلق ہنگری سے نہیں بلکہ ایک جرمن خاندان سے ہی تھا جن کے آباء Switzerland اور شمالی اٹلی سے تعلق رکھتے تھے[5]۔ ان کی وفات 1949 میں ہوئی۔

پروفیسر Kampffmeyer Georg

پروفیسر Georg کی پیدائش 1864ء میں برلن میں ہوئی۔ سکول کے بعد انہوں نے فلاسفی، تھیولوجی نیز مختلف زبانیں عربی وغیرہ سیکھیں۔ نیز مراکو، الجزائر مصر اور فلسطین کا سفر کیا۔ اسی طرح مختلف تنظیموں کے ممبر رہے۔ 1912ء میں انہوں نے Deutsche Gesellschaft für Islamkunde نامی تنظیم Martin Hartmann کے ساتھ مل کر بنائی۔ اسی تنظیم کے رسالہ Die Welt des Islam کو اپنی وفات تک نکالتے رہے۔ Kampffmeyer کا تعلق شروع ہی سے جرمن وزارتِ خارجہ سے رہا۔ اس ضمن میں وہ جنگ عظیم اول کے دوران جرمنی میں مسلمان قیدیوں کے خطوط کی sensorship کرتے رہے۔ اس پر ان کو حکومت کی طرف سے میڈل بھی دیا گیا[6]۔

---

۱ الفضل 29 اگست 1925ء ص۔ 1،2

۲ اخبار الفضل قادیان 29 اگست 1925 صفحہ 1

۳ Paul Kraus: Osiris Bd. 5 (1938), S. 4-40 نیز 09.02.1867 -12.02.1949) Dr. med. Helmut Ruska:Zur Erinnerung an Prof. Dr phil., Dr. phil. h. c. Julius Ruska http://julius.ruska.de/frame.html aufgerufen am 07.02.2016

۴ اخبار الفضل قادیان مؤرخہ 6 جولائی 1923ء صفحہ 9

۵ (Ibid)

۶ Erich Pritsch: Georg Kampffmeyer in: Die Welt des Islams Bd. 18 (1936), S.1-11

Vol. 22 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 10
Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M,
Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

Kampffmeyer کا جنگ کے بعد ان مسلمان انقلابی عناصر سے بھی تعلق رہا جو اس وقت برلن میں مقیم تھے، جن میں مصری اور ہندوستانی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں مصری ڈاکٹر رفعت منصور نیز خیری برادران بھی شامل تھے۔ Kampffmeyer کی شخصیت آخر وقت تک متنازعہ رہی۔ کبھی وہ وزارت خارجہ سے مضبوط تعلق قائم رکھتے رہے اور کبھی ان کو بعض لوگوں کی بے جا پشت پناہی کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ اصل مقصد آخر تک ان کا شاید یہ رہا کہ کسی طرح مسلمان ممالک میں آزادی کی تحریک کو اجاگر کروا کر جرمن اثر و رسوخ کو ان ممالک میں قائم کیا جائے[۱]۔

Kampffmeyer کی وفات 1936ء میں ہوئی۔ مولوی مبارک علی صاحب کی ڈائری سے پتہ لگتا ہے کہ Kampffmeyer نے نہ صرف مسجد کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی بلکہ تقریب کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ مولوی صاحب اور کچھ ہندوستانیوں کے ہمراہ تقریب کی خوشی میں ایک ریسٹورنٹ میں چائے بھی پی[۲]۔

امام حافظ شکری بے Sükri Bey

ان کی پیدائش 1871ء میں ترکی میں ہوئی جبکہ وفات 1924ء میں برلن میں ہوئی اور وہیں پر مدفون ہیں۔ امام شکری بے 1911ء سے جرمنی میں مقیم تھے۔ یہ باقاعدہ طور پر ترکی سفارتخانہ میں بطور امام کام کرتے تھے۔ اس ضمن میں عموماً کسی مسلمان کی تدفین کے موقع پر نماز جنازہ پڑھاتے اور دیگر رسوم ادا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان کی دیکھ بھال میں بھی خاص دلچسپی لیتے تھے۔ جب Wünsdorf میں قیدی کیمپ میں مسجد بنائی گئی تو عیدین کی نمازیں بھی 1916ء سے عموماً موصوف ہی پڑھایا کرتے تھے۔ ان کی شادی ایک جرمن خاتون سے ہوئی تھی جن کا نام Nuriha Schüki تھا[۳]۔

یہ مسجد کی تقریب سنگ بنیاد میں شامل ہوئے تھے اور ان کے مولوی صاحب کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ ان کے بارے میں مولوی مبارک علی صاحب اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ

> Though some non ahmadis have set up a propaganda against us, thank god, He is helping me in unexpected ways. The turkish Imam hates Jabbar Kheeri. So he is with me and helping me. As Imam he is respected by the Turks, whom he is gaining over to our side ... both he (Zia Bey) and the Imam are writing about our mosque in Turkish newspapers.[۴]

[۱] Gerhard Hpp: Orientalist mit Konsequnez Georg Kampffmeyer und die Muslime in: Religionswissenschaft mit Konsequenz, LIT (Verlag, Münster 2000, S. 37ff

[۲] ڈائری مولوی مبارک علی صاحب 1923ء ص۔15

[۳] Gerhard Hpp: In fremder Erde in: Arbeits Hefte 11 Zentrum Moderner Orient, Berlin 1996, S.19ff.

جب امام شکری بے کی وفات 11 مارچ 1924 میں ہوئی تو اس کا خاص ذکر برلن کے اخبارات میں ہوا[۵]۔

ان اہم ناموں کے علاوہ مندرجہ ذیل معروف شخصیات سے بھی مولوی صاحب کے قریبی روابط کا مختلف ذرائع سے علم ہوتا ہے: ضیاء بے، پروفیسر فریزی، امام ادریس، Nufti Bey, Dr. Schoemls

امام ادریس

امام ادریس کا تعلق ترکستان سے تھا۔ اپنی تعلیم بخارا، استنبول اور لوزان فرانس میں مکمل کرنے کے بعد امام ادریس کو جرمنی بھیجا گیا جہاں مسلمان ممالک میں جرمن پروپاگنڈا پھیلانے کا کام سپرد ہوا۔ اس ضمن میں مسلمان قیدیوں کے کیمپ کا امام بھی بعد میں مقرر کیا گیا۔ کیونکہ امام ادریس برلن کے مسلمانوں میں ایک معروف شخصیت تھا اس لئے مسجد کی سنگ بنیاد کی تقریب میں شمولیت اختیار کی۔ امام ادریس نے بعد میں نازیوں کے ساتھ بھی مل کر کام کیا اور جنگ عظیم دوم کے بعد 1959 میں München میں وفات پائی[۶]۔

ضیا بے اور نفطی بے

ضیا بے اور نفطی بے دو ایسے نام ہیں جن کا مولوی مبارک علی صاحب کے ساتھ رابطے کا پتہ لگتا ہے مگر ابھی تک ان دونوں کے متعلق مزید معلومات نہیں ملیں۔ نفطی بے کے متعلق مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ تجویز دی تھی کہ اگر روس میں تبلیغ کرنی ہے تو اس کا اصل دروازہ Finland ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ نفطی بے کا اصل ہیڈکوارٹر Helsinki یعنی Finland کا دارالحکومت ہے[۷]۔

ممکن ہے کہ نفطی بے ان تاتاریوں میں سے ہوں جو کہ بہت عرصہ سے Finland میں آباد ہیں اور جن کی ایک تنظیم اس زمانہ میں برلن میں بھی قائم تھی[۸]۔

اسی طرح الفضل میں کئی مرتبہ پروفیسر فریزی کا ذکر بھی آیا ہے کہ مولوی صاحب ان کے ساتھ مل کر شاہان یورپ کو اسلام کا پیغام پہنچانے کی تیاری کر رہے ہیں اور یہ کہ موصوف ہنگریرین، انگریزی، فرنچ اور جرمن زبان بولتے ہیں۔ مگر اس پروفیسر سے متعلق بھی مزید معلومات نہیں مل سکیں۔ غالباً پروفیسر فیرنزی سے مراد Dr. Frenczi Sandor ہیں جو کہ ایک ماہر نفسیات تھے۔ لیکن ابھی تک اس کا حتمی ثبوت نہیں ملا۔

مکرم مولوی مبارک علی صاحبؓ کی مصروفیات اور مساعی کا

[۴] ڈائری مولوی مبارک علی صاحب 1923ء ص۔21,22

[۵] See: Vossische Zeitung, Berlin 08.03.1924, Abendausgabe, p.4.

[۶] Gerhard Hpp: Muslme in der Mark in: Zentrum Moderner Orient Geisteswissenschaftliche Zentren Berlin e.V. , Berlin 1997

[۷] ڈائری مولوی مبارک علی صاحب، ص۔33ff

[۸] https://www.gfbv.de/de/informieren/zeitschrift-bedrohte-voelker-pogrom/aeltere-ausgaben/286-europas-muslimische-voelker/muslime-des-hohen-nordens/

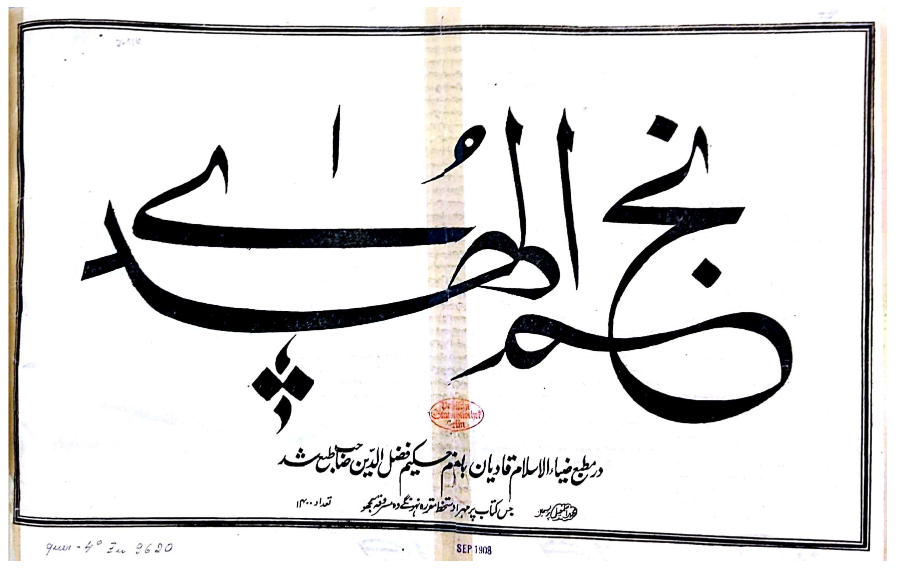

ذکر اخبار الفضل قادیان میں نمایاں طور پر شائع ہوتا رہا۔ چنانچہ بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام برلن و لنڈن کے زیر عنوان اپنے طویل نوشتہ میں مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر نے لکھا:

مولوی مبارک علی:

مسیح کی آمد ثانی پر کہا گیا تھا کہ وہ اپنے برگزیدوں کو جمع کرے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سعادت مند لوگ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ احمد قادیانی کے علم کے گرد بہ شوق تمام جمع ہو رہے ہیں۔ اور جس غرض کے لئے مسیح موعود کی آمد مقدر تھی۔ اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ ان سعید لوگوں میں سے مولوی مبارک علی صاحب ایک ہیں۔ یہ بہت پیچھے آئے اور میں کسی اور کی نسبت تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر اپنی نسبت کہتا ہوں کہ بہت آگے نکل گئے ہیں۔ اور سراسر اخلاص و محبت ہیں۔ انہوں نے لندن میں جو کچھ کیا بہت قابل تعریف ہے۔ اور اب برلن میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ خراج تحسین وصول کرنے کا مستحق ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

مولوی مبارک علی صاحب کی نسبت ایک انگریز نومسلم نے مجھے کہا ''وہ اسلام کا نمونہ ہے اور ایک انسان جو کچھ ہونا چاہیے وہ ہے''۔ خود برادرم مبارک علی صاحب ایک خط میں کسی غیر مبائع کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''(فلاں) فاضل پر محمود کے غلام کا لاہور کے آزاد کی نسب زیادہ اثر ہوا''۔

احباب کرام اس مخلص کارکن دوست کے لئے بہت بہت دعا فرماویں۔

ہمارا برلن مشن

پایہ تخت حکومت جرمنی برلن میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ اچھا کام ہو رہا ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب پورے اخلاص و محبت و محنت سے مصروف تبلیغ ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتاب لیکچر جلسہ اعظم مذاہب کا جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اب صرف نظر ثانی ہو رہی ہے۔ مولوی صاحب کے احباب کا حلقہ وسیع اور کام کا دائرہ فراخ ہو رہا ہے۔ لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالات دریافت کرنے کا زیادہ شوق ہو رہا ہے۔ لیکچر جلسہ اعظم کے جرمن ترجمہ کے علاوہ انگریزی ترجمہ جو ٹیچنگ آف اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ دوبارہ طبع ہونے والا ہے۔

شاہان یورپ کو تبلیغ

مولوی مبارک علی صاحب لکھتے ہیں: مجھے اب یہ خیال بے بات کر رہا ہے کہ میں شاہان و امرا یورپ کو مسیح موعود کا پیغام پہنچا دوں۔ اور شہزادہ ویلز کے ایڈریس کو اصل اردو مرکز یورپ کی زبانوں میں ترجمہ کرا کر کچھ امراء سے ملوں۔ اور باقیوں کو خط بھیجوں۔ میں بادشاہوں سے خود ملنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ذاتی تعارف اور ملاقات کا خط سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ پروفیسر فیرنیزی میرے ساتھ سفر کریں گے۔ وہ جرمن، فرنچ، ہنگرین اور انگریزی زبانیں بولتے ہیں۔ اور میرے ارادوں کے موید ہیں۔ اور پسند کرتے ہیں کہ ہم اس دورہ پر نکلیں۔ جب ہم ان لوگوں سے ملیں گے۔ تو چونکہ وہ بڑے بڑے آدمی ہیں۔ اخبارات ان ملاقاتوں کا ذکر چھاپیں گے۔ اور سلسلہ کی اشاعت ہوگی۔ میں اپنے خدا پر بڑی اُمیدیں رکھتا ہوں[۹]۔

مکرم مولوی صاحب موصوف کی یہ امیدیں خدا تعالیٰ نے کس طرح پوری فرمائیں، اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے سفر یورپ 1924ء سے اپنی قادیان واپسی پر ایک تقریر کے دوران فرمایا:

> برلن سے ماسٹر مبارک علی صاحب نے ایک اخبار بھیجا جس کے سارے صفحہ پر میری پورے قد کی تصویر شائع کی ہے[۱۰]۔

انہی وسیع تر تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے مسجد خدیجہ برلن کے افتتاح کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

> ''بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ 05 اگست 1923ء کو مسجد برلن کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس میں جرمنی کے وزیر داخلہ اور وزیر برائے رفاہ عامہ، ترکی اور افغانستان کے سفراء، متعدد اخبار نویس اور بعض دیگر معززین شامل تھے اور مہمانوں کی تعداد 400 تھی اور احمدی اس زمانے میں صرف چار تھے۔ یہ اُس وقت حال تھا لیکن اتنے وسیع تعلقات تھے۔ یہ تھی اُس وقت کے مبلغین کی کوشش کہ اتنے وسیع تعلقات تھے اور یہ سب بڑی بڑی شخصیات اُس وقت مسجد کی بنیاد کے لئے تشریف لائیں اور بہرحال مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا[۱۱]۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے ہمارے ان بزرگوں کی خدمات کو شیریں ثمرات سے مالا مال رکھے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر پوری طرح سے چلنے کی توفیق بخشے، آمین۔

[۹] اخبار الفضل قادیان مؤرخہ 6 جولائی 1923ء صفحہ 9

[۱۰] انوار العلوم جلد 8 صفحہ 616

[۱۱] خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2008 خطبات مسرور جلد 6 ص 424